(آخری قسط)

مولانا محمد عمرانور*

استخارہ سنت کے مطابق کیجیے

<u>استخارہ کے باوجود اگر نقصان ہوگیا تو؟!</u>

عن مکحول الازدی رحمه الله تعالی قال : سمعت ابن عمر رضی الله تعالی عنه یقول : ان الرجل یستخیر الله تبارک وتعالی فیختار له ، فیسخط علی ربه عز وجل ، فلا یلبث ان ینظر فی العاقبة فاذا هو خیر له [کتاب الزهد]

مکحول ازدی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا یہ ارشاد سنا ،فرماتے ہیں کہ بعض اوقات انسان اللہ تعالی سے استخارہ کرتا ہے کہ جس کام میں میرے لیے خیر ہو وہ کام ہو جائے تو اللہ تعالی اس کے لیے وہ کام اختیار فرما دیتے ہیں جو اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے، لیکن ظاہری اعتبار سے وہ کام اس بندہ کی سمجھ میں نہیں آتا تو بندہ اپنے پروردگار سے ناراض ہوتا ہے کہ میں نے اللہ تعالی سے تو یہ کہا تھا کہ میرے لیے اچھا کام تلاش کیجیے، لیکن جو کام ملا وہ تو مجھے اچھا نظر نہیں آرہا ہے، اس میں میرے لیے تکلیف اور پریشانی ہے، لیکن کچھ عرصے بعد جب انجام سامنے آتا ہے تب اس کو پتہ چلتا ہے کہ حقیقت میں اللہ تعالی نے میرے لیے جو فیصلہ کیا تھا وہی میرے حق میں بہتر تھا، اس وقت اس کو پتہ نہیں تھا اور یہ سمجھ رہا تھا کہ میرے ساتھ زیادتی اور ظلم ہوا ہے، اور اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالی کے فیصلے کا صحیح ہونا بعض اوقات دنیا میں ظاہر ہو جاتا ہے اور بعض اوقات آخرت میں ظاہر ہوگا۔

اب جب وہ کام ہو گیا تو ظاہری اعتبار سے بعض اوقات ایسا لگتا ہے کہ جو کام ہوا وہ اچھا نظر نہیں آرہا ہے، دل کے مطابق نہیں ہے، تو اب بندہ اللہ تعالی سے شکوہ کرتا ہے کہ یا اللہ! میں نے آپ سے استخارہ کیا تھا مگر کام وہ ہو گیا جو میری مرضی اور طبیعت کے خلاف ہے اور بظاہر یہ کام اچھا معلوم نہیں ہو رہا ہے، اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرما رہے ہیں کہ ارے نادان! تو اپنی محدود عقل سے سوچ رہا ہے کہ یہ کام تیرے حق میں بہتر نہیں ہوا، لیکن جس کے علم میں ساری کائنات کا نظام ہے وہ جانتا ہے کہ تیرے حق میں کیا بہتر تھا اور کیا بہتر نہیں تھا، اس نے جو کیا وہی تیرے حق میں بہتر تھا، بعض اوقات دنیا میں تجھے پتہ چل جائے گا کہ تیرے حق میں کیا بہتر تھا اور بعض اوقات پوری زندگی میں کبھی پتہ نہیں چلے گا، جب آخرت میں پہنچے گا تب وہاں جا کر پتہ چلے گا کہ واقعۃً یہی میرے لیے بہتر تھا۔

* استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے ایک بچہ ہے جو ماں باپ کے سامنے مچل رہا ہے کہ فلاں چیز کھاؤں گا اور ماں باپ جانتے ہیں کہ اس وقت یہ چیز کھانا بچے کے لیے نقصان دہ اور مہلک ہے، چنانچہ ماں باپ بچے کو وہ چیز نہیں دیتے، اب بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے یہ سمجھتا ہے کہ میرے ماں باپ نے مجھ پر ظلم کیا، میں جو چیز مانگ رہا تھا وہ مجھے نہیں دی اور اس کے بدلے میں مجھے کڑوی کڑوی دوا کھلا رہے ہیں، اب وہ بچہ اس دوا کو اپنے حق میں خیر نہیں سمجھ رہا ہے لیکن بڑا ہونے کے بعد جب اللہ تعالیٰ اس بچے کو عقل اور فہم عطا فرمائیں گے اور اس کو سمجھ آئے گی تو اس وقت اس کو پتہ چلے گا کہ میں تو اپنے لیے موت مانگ رہا تھا اور میرے ماں باپ میرے لیے زندگی اور صحت کا راستہ تلاش کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ وہ راستہ اختیار فرماتے ہیں جو انجام کار بندہ کے لیے بہتر ہوتا ہے، اب بعض اوقات اس کا بہتر ہونا دنیا میں پتہ چل جاتا ہے اور بعض اوقات دنیا میں پتہ نہیں چلتا۔ یہ کمزور انسان کس طرح اپنی محدود عقل سے اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کا ادراک کر سکتا ہے، وہی جانتے ہیں کہ کس بندے کے حق میں کیا بہتر ہے؟ انسان صرف ظاہر میں چند چیزوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو برا ماننے لگتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا کہ کس کے حق میں کیا اور کب بہتر ہے ___ اسی وجہ سے اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرما رہے ہیں کہ جب تم کسی کام کا استخارہ کر چکو تو اس کے بعد اس پر مطمئن ہو جاؤ کہ اب اللہ تعالیٰ جو بھی فیصلہ فرمائیں گے وہ خیر ہی کا فیصلہ فرمائیں گے، چاہے وہ فیصلہ ظاہر نظر میں تمہیں اچھا نظر نہ آ رہا ہو، لیکن انجام کے اعتبار سے وہی بہتر ہوگا، اور پھر اس کا بہتر ہونا یا تو دنیا ہی میں معلوم ہو جائے گا، ورنہ آخرت میں جا کر تو یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ کیا تھا وہی میرے حق میں بہتر تھا۔ [اصلاحی خطبات]

استخارہ کے بارے میں چند کوتاہیاں اور غلط فہمیاں: مفتی رشید احمد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ

''اب دیکھیے یہ [استخارہ] کس قدر آسان کام ہے مگر اس میں بھی شیطان نے کئی پیوند لگا دیے ہیں:

۱- پہلا پیوند یہ کہ دو رکعت پڑھ کر کسی سے بات کیے بغیر سو جاؤ، سونا ضروری ہے ورنہ استخارہ بے فائدہ رہے گا۔

۲- دوسرا پیوند یہ لگایا کہ لیٹو بھی دائیں کروٹ پر۔ ۳- تیسرا یہ کہ قبلہ رو لیٹو۔

۴- چوتھا پیوند یہ لگایا کہ لیٹنے کے بعد اب خواب کا انتظار کرو، استخارہ کے دوران خواب نظر آئے گا۔

۵- پانچواں پیوند یہ لگایا کہ اگر خواب میں فلاں رنگ نظر آئے تو وہ کام بہتر ہوتا ہے، فلاں نظر آئے تو وہ بہتر نہیں۔

۶- چھٹا پیوند یہ لگایا کہ اس خواب میں کوئی بزرگ آئے گا بزرگ کا انتظار کیجیے کہ وہ خواب میں آ کر سب کچھ بتا دے گا، لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ بزرگ کون ہوگا؟ اگر شیطان ہی بزرگ بن کر خواب میں آ جائے تو اس کو کیسے پتہ چلے گا کہ یہ شیطان ہے یا کوئی بزرگ؟

یاد رکھیے کہ ان میں سے کوئی ایک چیز بھی حدیث سے ثابت نہیں، بس یہ باتیں لکھنے والوں نے کتابوں میں بغیر تحقیق کے لکھ دی ہیں، اللہ تعالیٰ ان لکھنے والے مصنفین پر رحم فرمائیں"۔ [خطبات الرشید]

باوضو، قبلہ رخ اور دائیں کروٹ پر سونا نیند کے آداب میں سے تو ضرور ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ استخارہ رات کو سونے سے پہلے ان مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ لازمی سمجھ کر کیا جائے۔

۱- استخارہ صرف اہم کام کے لیے نہیں! اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ صرف اسی کام میں ہے جو کام بہت اہم یا بڑا ہے اور جہاں انسان کے سامنے دو راستے ہیں یا جس کام میں انسان کو تردد یا شک ہے صرف ایسے ہی کاموں میں استخارہ کرنا چاہیے، چنانچہ آج کل عوام الناس کو اپنی زندگی کے صرف چند مواقع پر ہی استخارہ کے مسنون عمل کی توفیق نصیب ہوتی ہے، مثلاً نکاح کے لیے یا کاروبار کے لیے استخارہ کرلیا اور بس! گویا ہم ان چند گنے چنے مواقع پر تو اللہ سے خیر اور بھلائی کے طلب گار ہیں اور باقی تمام زندگی کے روز و شب میں ہم اللہ سے خیر مانگنے سے بے نیاز اور مستغنی ہیں، یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ استخارہ صرف اہم اور بڑے کاموں ہی میں نہیں ہے بلکہ اپنے ہر کام میں چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی طلب کرنی چاہیے، اسی طرح استخارے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ اس کام میں تردد اور تذبذب ہو تب ہی استخارہ کیا جائے، بلکہ تردد نہ بھی ہو اور اس کام میں ایک ہی صورت اور ایک ہی راستہ ہو تب بھی استخارہ کرنا چاہیے، حدیث نبوی کے الفاظ ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کلھا۔ [بخاری]

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو ہر کام میں استخارے یعنی اللہ سے خیر طلب کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔

۲- استخارہ کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ ہمیشہ رات کو سوتے وقت ہی کرنا چاہیے یا عشاء کی نماز کے بعد ہی کرنا چاہیے، ایسا کوئی ضروری نہیں، بلکہ جب بھی موقع ملے اس وقت استخارہ کرلے، نہ رات کی کوئی قید ہے اور نہ دن کی کوئی قید ہے، نہ سونے کی کوئی قید ہے اور نہ جاگنے کی کوئی قید ہے بشرطیکہ وہ نفل کی ادائیگی کا مکروہ وقت نہ ہو۔

۳- استخارہ کے بعد خواب آنا ضروری نہیں استخارہ کے بارے میں لوگوں کے درمیان طرح طرح کی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ "استخارہ" کرنے کا کوئی خاص طریقہ اور خاص عمل ہوتا ہے، اس کے بعد کوئی خواب نظر آتا ہے اور اس خواب کے اندر ہدایت دی جاتی ہے کہ فلاں کام کرو یا نہ کرو، خوب سمجھ لیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے استخارہ کا جو مسنون طریقہ ثابت ہے، اس میں اس قسم کی کوئی بات موجود نہیں۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ کرنے کے بعد آسمان سے کوئی فرشتہ آئے گا یا کوئی کشف و الہام ہوگا یا خواب آئے گا اور خواب کے ذریعے ہمیں بتایا جائے گا کہ یہ کام کرو یا نہ کرو، یاد رکھیے! خواب آنا کوئی ضروری نہیں کہ خواب میں کوئی بات

ضرور بتائی جائے یا خواب میں کوئی اشارہ ضرور دیا جائے، بعض مرتبہ خواب میں آجاتا ہے اور بعض مرتبہ نہیں آتا۔

۴-کسی دوسرے سے ''استخارہ نکلوانا'' استخارہ کے باب میں لوگ ایک غلطی کرتے ہیں اس کی اصلاح بھی ضروری ہے وہ یہ کہ بہت سے لوگ خود استخارہ کرنے کی بجائے دوسروں سے کرواتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے ''استخارہ نکال دیجیے'' گویا جیسے فال نکالی جاتی ہے ویسے ہی استخارہ بھی نکال دیجیے، دوسروں سے استخارے کروانے کا مطلب تو وہی عمل ہوا جو جاہلیت میں مشرکین کیا کرتے تھے اور جس کے انسداد اور خاتمے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو استخارے کی نماز اور دعا سکھائی، اور یہ اسی وجہ سے ہوا کہ لوگوں نے استخارے کو یہ سمجھ لیا ہے کہ اس سے گویا کوئی خبر مل جاتی ہے یا یہ الہام ہو جاتا ہے کہ کیا کرنا چاہیے؟ جس طرح جاہلیت میں تیروں پر لکھ کر یہ معلوم کیا جاتا تھا اسی طرح آج کل تسبیح کے دانوں پر اس قسم کے استخارے کیے جارہے ہیں، یہ طریقہ بالکل غلط ہے اور انتہا تو یہ ہوگئی کہ اب عوام میں یہ رواج چل پڑا ہے کہ ٹی وی اور ریڈیو پر استخارے نکلوائے جارہے ہیں، حالانکہ استخارہ اللہ تعالیٰ سے اپنے معاملے میں خیر اور بھلائی کا طلب کرنا ہے نہ کہ خبر کا معلوم کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہدایت یہ ہے کہ جس کا کام ہو وہ خود استخارہ کرے، دوسروں سے کروانے کا کوئی ثبوت نہیں، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں موجود تھے اس وقت صحابہ سے زیادہ دین پر عمل کرنے والا کوئی نہیں تھا اور حضور سے بہتر استخارہ کرنے والا بھی کوئی نہ تھا لیکن آج تک کہیں یہ نہیں لکھا کہ کسی صحابی نے حضور سے جاکر یہ کہا ہو کہ آپ میرے لیے استخارہ کر دیجیے، سنت طریقہ یہی ہے کہ صاحب معاملہ خود کرے، اسی میں برکت ہے۔ لوگ یہ سوچ کر کہ ہم تو گناہ گار ہیں، ہمارے استخارے کا کیا اعتبار؟ اس لیے خود استخارہ کرنے کی بجائے فلاں بزرگ اور عالم سے یا کسی نیک آدمی سے کرواتے ہیں کہ اس میں برکت ہوگی، لوگوں کا یہ زعم اور یہ عقیدہ غلط ہے، جس کا کام ہو وہ خود استخارہ کرے خواہ وہ نیک ہو یا گناہ گار، دوسرے سے استخارہ کرانا اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے، خود دعا کے الفاظ سے بھی یہی مترشح ہو رہا ہے، دعا کے الفاظ میں متکلم کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، اس لیے صاحب معاملہ کو خود کرنا چاہیے، استخارہ دوسرے سے کروانا، ناجائز تو نہیں لیکن بہتر اور مسنون بھی نہیں ہے۔ سلامتی کا طریقہ وہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے کہ صاحب معاملہ خود کرے۔

۵-ہم گناہ گار ہیں! استخارہ کیسے کریں؟ انسان کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو، بندہ تو اللہ ہی کا ہے اور جب بندہ اللہ سے مانگے گا تو جواب ضرور آئے گا، جس ذات کا یہ فرمان ہو کہ ''ادعونی استجب لکم'' مجھ سے مانگو میں دعا قبول کروں گا۔ تو یہ اس عظیم وکبیر ذات کے ساتھ بدگمانی ہے، وہ ذات تو ایسی ہے کہ شیطان جب جنت سے نکالا جارہا ہے راندہ درگاہ کیا جارہا ہے تو اس وقت شیطان نے دعا کی، اللہ نے اس کی دعا کو قبول فرمایا، جو شیطان کی دعا قبول کررہا ہے کیا وہ ہم گناہ گاروں کی دعا قبول نہ کرے گا اور جب کوئی استخارہ رسول اللہ کی اتباع سنت کے طور پر کرے گا تو یہ ممکن

نہیں کہ اللہ دعا نہ سنے بلکہ ضرور سنے گا اور خیر کو مقدر فرمائے گا، اللہ کی بارگاہ میں سب کی دعائیں سنی جاتی ہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ گناہوں سے بچنا چاہیے تاکہ دعا جلد قبول ہو۔

لوگوں میں بکثرت یہ خیال بھی پایا جاتا ہے کہ گناہ گار استخارہ نہیں کر سکتے، یہ دو وجہ سے باطل اور غلط ہے۔

۱- پہلی وجہ یہ کہ گناہوں سے بچنا آپ کے اختیار میں ہے، مسلمان ہو کر کیوں گناہ گار ہیں؟ گناہ صادر ہو گیا تو صدق دل سے توبہ کر لیجیے، بس گناہوں سے پاک ہو گئے، گناہ گار نہ رہے، نیک لوگوں کے زمرے میں شامل ہو گئے، توبہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے پاک کر دیا، اب اللہ کی اس رحمت کی قدر کریں اور آئندہ جان بوجھ کر گناہ نہ کریں۔

۲- دوسری وجہ یہ کہ استخارہ کے لیے شریعت نے تو کوئی ایسی شرط نہیں لگائی کہ استخارہ گناہ گار انسان نہ کرے، کوئی ولی اللہ کرے، جو شرط شریعت نے نہیں لگائی آپ اپنی طرف سے اس شرط کو کیوں بڑھاتے ہیں؟ شریعت کی طرف سے تو صرف یہ حکم ہے کہ جس کی حاجت ہو وہ استخارہ کرے خواہ وہ گناہ گار ہو یا نیک، جیسا بھی ہو خود کرے، عوام یہ کہتے ہیں کہ استخارہ کرنا بزرگوں کا کام ہے تو بزرگ حضرات بھی سمجھنے لگے کہ ہاں! یہ صحیح کہہ رہے ہیں، استخارہ کرنا ہمارا ہی کام ہے، عوام کا کام نہیں، عوام کو غلطی پر تنبیہ کرنے کی بجائے خود غلطی میں شریک ہو گئے، ان کے پاس جو بھی چلا جائے یہ پہلے سے تیار بیٹھے ہیں کہ ہاں لائیں! آپ کا استخارہ ہم "نکال دیں گے" اور استخارہ کرنے کو "استخارہ نکالنا" کہتے ہیں، یاد رکھیں یہ ایک غلط روش ہے اور اس غلط روش کی اصلاح فرض ہے۔

۶- استخارہ کے ذریعہ گذشتہ یا آئندہ کا کوئی واقعہ معلوم کرنا

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: استخارہ کی حقیقت یہ ہے کہ کسی امر کے مصلحت یا خلاف مصلحت ہونے میں تردد ہو تو خاص دعا پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو، اس کے دل میں جو بات عزم اور پختگی کے ساتھ آئے اسی میں خیر سمجھے، استخارہ کا مقصد تردد اور شک ختم کرنا ہے نہ کہ آئندہ کسی واقعے کو معلوم کر لینا۔

بعض لوگ استخارہ کی یہ غرض بتلاتے ہیں کہ اس سے گذشتہ زمانے میں پیش آنے والا کوئی واقعہ یا آئندہ ہونے والا واقعہ معلوم ہو جاتا ہے، سو استخارہ شریعت میں اس غرض سے منقول نہیں، بلکہ وہ تو محض کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا تردد اور شک دور کرنے کے لیے ہے، نہ کہ واقعات معلوم کرنے کے لیے، بلکہ ایسے استخارہ کے ثمرہ اور نتیجے پر یقین کرنا بھی ناجائز ہے۔ [اغلاط العوام]

۷- استخارہ کے ذریعے چور کا پتہ یا خواب میں کوئی بات معلوم کرنا: یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح استخارہ سے گذشتہ زمانے میں پیش آنے والا کوئی واقعہ نہیں پتہ چل سکتا بالکل اسی طرح آئندہ پیش آنے والا واقعہ کہ فلاں بات یوں ہوگی معلوم نہیں کیا جا سکتا، اور اگر کوئی استخارہ کو اس غرض کے لیے سمجھے ہوئے ہے تو وہ اپنے غلط خیال کی اصلاح کرے کہ یہ بالکل باطل اعتقاد ہے، مثلاً کسی کے ہاں چوری ہو جائے تو اس غرض کے لیے کہ چور کا پتہ

معلوم ہو جائے استخارہ کرنا نہ تو جائز ہے اور نہ مفید ہے۔

اور بعض بزرگوں سے جو اس قسم کے بعض استخارے منقول ہیں جس سے کوئی واقعہ صراحتاً یا اشارۃً خواب میں نظر آ جائے، سو وہ استخارہ نہیں ہے بلکہ خواب نظر آنے کا عمل ہے، پھر اس کا یہ اثر بھی لازمی نہیں، خواب کبھی نظر آتا ہے اور کبھی نہیں اور اگر خواب نظر آ بھی گیا تو وہ محتاج تعبیر ہے، اگرچہ صراحت کے ساتھ نظر آئے پھر تعبیر جو ہوگی وہ بھی ظنی ہوگی یقینی نہیں، اس میں اتنے شبہات ہیں پس اس کو استخارہ کہنا یا مجاز ہے اگر ان بزرگوں سے یہ نام منقول ہے، ورنہ اغلاط عامہ میں سے ہے۔ [اصلاح انقلاب امت]

۸-استخارہ کام کے ارادہ سے پہلے ہو: استخارہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ارادہ ابھی کرلو پھر برائے نام استخارہ بھی کرلو، استخارہ تو ارادہ سے پہلے کرنا چاہیے تاکہ ایک طرف قلب کو سکون پیدا ہو جائے، اس میں لوگ بڑی غلطی کرتے ہیں، استخارہ اس شخص کے لیے مفید ہوتا ہے جو خالی الذہن ہو ورنہ جو خیالات ذہن میں بھرے ہوئے ہوتے ہیں دل اسی جانب مائل ہو جاتا ہے اور وہ شخص اس غلط فہمی کا شکار رہتا ہے کہ یہ بات استخارہ سے معلوم ہوئی ہے۔

۹-استخارہ صرف جائز کاموں میں ہے ایک بات یہ بھی سمجھ لینی چاہیے کہ استخارہ کا محل مباحات ہے، جو مباح یعنی جائز کام ہیں ان میں استخارہ کرنا چاہیے، جو چیزیں اللہ نے فرض کر دی ہیں یا واجبات اور سنن مؤکدہ ہیں ان میں استخارے کی حاجت نہیں۔

اسی طرح جن کاموں کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام اور ناجائز کر دیا ہے ان میں بھی استخارہ نہیں ہے، مثلاً کوئی آدمی استخارہ کرے کہ نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں؟ روزہ رکھوں یا نہ رکھوں؟ تو یہاں استخارہ نہیں، یہ کام تو اللہ تعالی نے فرض کر دیا ہے، یا کوئی شخص اس بارے میں استخارہ کرے کہ شراب پیوں یا نہ پیوں، رشوت لوں کہ نہ لوں، ویڈیو فلموں کا کاروبار کروں نہ کروں، سودی معاملہ کروں یا نہ کروں تو ان سب منہیات میں بھی استخارہ نہیں کیا جائے گا، بلکہ یہ سب تو حرام ہیں، استخارہ ان چیزوں میں کیا جائے جو جائز امور ہیں، رزق حلال کے حاصل کرنے اور کسب معاش کیلئے استخارے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ تو فریضہ ہے استخارہ اس میں کیا جائے کہ رزق حلال کے حصول کیلئے ملازمت کروں یا تجارت کروں؟ تجارت کپڑے کی کی جائے یا اشیائے خورد و نوش کی؟ اب یہاں استخارہ کی ضرورت ہے، اسی طرح اگر حج کیلئے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں؟ بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلاں دن جاؤں یا نہ جاؤں؟۔

رشتوں کے لیے استخارہ: رشتہ کا معاملہ عام معاملات سے الگ ہے، یہ صرف اولاد کا کام نہیں بلکہ والدین کا کام بھی ہے، صحیح رشتہ کا انتخاب والدین ہی کر سکتے ہیں، یہ ان کی ذمہ داری ہے اور ان کو مستقبل کے حوالے سے سوچنا پڑتا ہے کہ کہاں رشتہ کریں؟ اس لیے بہتر یہ ہے کہ جن لڑکوں یا لڑکیوں کی شادی کا مسئلہ ہے وہ خود بھی استخارہ کرلیں اور اگر ان کے والدین زندہ ہوں تو وہ بھی کرلیں۔

استخارہ ہر مشکل، پریشانی اور فتنے سے بچاؤ کا حل: محدث العصر حضرت بنوریؒ لکھتے ہیں کہ:

''دورِ حاضر میں امت کا شیرازہ جس بری طرح سے بکھر گیا ہے، مستقبل قریب میں اس کی شیرازہ بندی کا کوئی امکان نظر نہیں آتا، جب استشارے کا راستہ بند ہو گیا تو اب صرف استخارہ کا راستہ ہی باقی رہ گیا ہے، حدیث شریف میں تو فرمایا تھا: مَاخَابَ مَنْ اِسْتَخَارَ وَمَا نَدِمَ مَنْ اِسْتَشَارَ

ترجمہ: جو استخارہ کریگا خائب وخاسر (ناکام اور نقصان اٹھانے والا) نہ ہوگا، اور جو مشورہ کریگا وہ پشیمان شرمندہ نہ ہوگا۔

عوام کے لئے یہی دستور العمل ہے کہ اگر کوئی ان فتنوں میں غیر جانبدار نہیں رہ سکتا تو مسنون استخارہ کر کے عمل کرے اور امید ہے کہ استخارہ کے بعد اس کا قدم صحیح ہوگا، مسنون استخارہ کا مطلب یہی ہے کہ انسان جب کسی امر میں متحیر اور متردد ہوتا ہے اور کوئی واضح اور صاف پہلو نظر نہیں آتا، اس کا علم رہنمائی سے قاصر اور اس کی طاقت بہتر کام کرنے سے عاجز تو حق تعالی کی بارگاہ رحمت والطاف میں التجا کرتا ہے اور حق تعالی کی بارگاہ سے دعا، توکل تفویض اور تسلیم ورضا بالقضاء کے راستوں سے کرتا ہے کہ وہ اس کی دستگیری اور رہنمائی فرمائے، بہتر صورت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)''۔ [دور حاضر کے فتنے اور ان کا علاج]

استخارہ کے خود ساختہ طریقے اور ان کے مفاسد: اس زمانے کے مسلمانوں نے استخارہ کے کئی ایسے طریقے خود گھڑ لیے ہیں جن کا طریقہ مسنونہ سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو استخارہ کا طریقہ بیان فرمایا در حقیقت وہ اللہ تعالی کے حکم سے ہے جو اللہ تعالی نے اپنے رسول کے ذریعے بندوں تک پہنچایا مگر بندوں نے یہ قدر کی کہ اسے پس پشت ڈال کر اپنی طرف سے کئی طریقے ایجاد کر لیے، اللہ تعالی نے جو استخارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی اپنی امت کو سکھایا اور ایسے اہتمام سے سکھایا جیسے قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔

مگر آج کے مسلمانوں نے اللہ تعالی کے ارشاد فرمائے ہوئے طریقے کے مقابلے میں اپنی پسند کے مختلف طریقے گھڑ لیے ہیں، انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے پر اعتماد نہیں۔ تو وہ تمام طریقے مسنون نہیں ہے، کوئی تکیہ کے نیچے رکھنے کا ہے، کوئی سر کے گھوم جانے کا ہے، کوئی تسبیح پر پڑھنے کا ہے وغیرہ وغیرہ، اس میں سے کوئی سنت سے ثابت نہیں ہے بلکہ ان طریقوں میں تو ایک گونہ خطرے کا اندیشہ ہے، رسول اللہ کا سنت طریقہ چھوڑ کر دوسرے طریقے اختیار کرنا پتہ نہیں اللہ کو پسند بھی ہو یا نہ ہو۔

وقت کی کمی اور فوری فیصلے کی صورت میں استخارے کا ایک اور مسنون طریقہ

سنت استخارے کا ایک تفصیلی طریقہ تو وہ ہوا جس کو ماقبل میں تفصیل سے بیان کر دیا گیا لیکن قربان جایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت کی کمی اور فوری فیصلے کی صورت میں بھی ایک مختصر سا استخارہ تجویز فرمادیا تاکہ

استخارے سے محرومی نہ ہو جائے، اس سے قبل استخارہ کا جو مسنون طریقہ عرض کیا گیا، یہ تو اس وقت ہے جب آدمی کو استخارہ کرنے کی مہلت اور موقع ہو، اس وقت تو وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھ کر وہ استخارہ کی مسنون دعا کرے، لیکن بسا اوقات انسان کو اتنی جلدی اور فوری فیصلہ کرنا پڑتا ہے، دو رکعت پڑھ کر دعا کرنے کا موقع ہی نہیں ہوتا، اس لیے کہ اچانک کوئی کام سامنے آگیا اور فوراً اس کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرنا ہے، اتنا وقت ہے نہیں کہ دو رکعت نفل پڑھ کر استخارہ کیا جائے تو ایسے موقع کے لیے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا تلقین فرمائی، وہ یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ خِرْ لِیْ وَاخْتَرْ لِیْ		[کنز العمال]

اے اللہ! میرے لیے آپ پسند فرما دیجیے کہ مجھے کون سا راستہ اختیار کرنا چاہیے، بس یہ دعا پڑھ لے، اس کے علاوہ ایک اور دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے، وہ یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ		[صحیح مسلم]

اے اللہ! میری صحیح ہدایت فرمایے اور مجھے سیدھے راستے پر رکھیے۔

اسی طرح ایک اور مسنون دعا ہے: اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ		[ترمذی]

اے اللہ! جو صحیح راستہ ہے وہ میرے دل پر القا فرما دیجیے، ان دعاؤں میں سے جو دعا یاد آجائے اس کو اسی وقت پڑھ لے، اور اگر عربی میں دعا یاد نہ آئے تو اردو ہی میں دعا کرلو کہ اے اللہ! مجھے یہ کشمکش پیش آئی ہے، آپ مجھے صحیح راستہ دکھا دیجیے، اگر زبان سے نہ کہہ سکو تو دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے کہہ دو کہ یا اللہ! یہ مشکل اور یہ پریشانی پیش آگئی ہے، آپ صحیح راستے پر ڈال دیجیے جو راستہ آپ کی رضا کے مطابق ہو اور جس میں میرے لیے خیر ہو۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا ساری عمر یہ معمول رہا کہ جب کبھی کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جس میں فوری فیصلہ کرنا ہوتا کہ یہ دو راستے ہیں ان میں سے ایک راستے کو اختیار کرنا ہے تو آپ اس وقت چند لمحوں کے لیے آنکھ بند کر لیتے، اب جو شخص آپ کی عادت سے واقف نہیں اس کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ آنکھ بند کر کے کیا کام ہو رہا ہے، لیکن حقیقت میں وہ آنکھ بند کر کے ذرا سی دیر میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیتے اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر لیتے کہ یا اللہ! میرے سامنے یہ کشمکش کی بات پیش آگئی ہے، میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ کیا فیصلہ کروں، آپ میرے دل میں وہ بات ڈال دیجیے جو آپ کے نزدیک بہتر ہو، بس دل ہی دل میں یہ چھوٹا سا اور مختصر سا استخارہ ہو گیا۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ہر کام کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد فرماتے ہیں، اس لیے کہ تمہیں اس کا اندازہ نہیں کہ تم نے ایک لمحہ کے اندر کیا سے کیا کرلیا، یعنی اس ایک لمحے کے اندر تم نے اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑ لیا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق قائم کرلیا،

اللہ تعالیٰ سے خیر مانگ لی اور اپنے لیے صحیح راستہ طلب کرلیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف تمہیں صحیح راستہ مل گیا اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا اجر بھی مل گیا اور دعا کرنے کا جو ثواب مل گیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو بہت پسند فرماتے ہیں کہ بندہ ایسے مواقع پر مجھ سے رجوع کرتا ہے اور اس پر خاص اجر وثواب بھی عطا فرماتے ہیں، اس لیے انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے، صبح سے لیکر شام تک نہ جانے کتنے واقعات ایسے پیش آتے ہیں جس میں آدمی کو کوئی فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ یہ کام کروں یا نہ کروں، اس وقت فوراً ایک لمحہ کیلئے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرلو، یا اللہ! میرے دل میں وہ بات ڈال دیجیے جو آپ کی رضا کے مطابق ہو [اصلاحی خطبات]

الغرض استخارہ اللہ تعالیٰ سے خیر مانگنے اور بھلائی طلب کرنے کا مسنون ذریعہ ہے لہٰذا اس بات کی کوشش کی جائے کہ اس کی وہی اصل شکل اور روح برقرار رہے جو شریعت اسلام نے واضح فرمائی ہے، محض سنی سنائی باتوں پر کان دھرنے کے بجائے حضرات علماء کرام سے رہنمائی حاصل کی جائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح معنی میں سمجھ، اس پر عمل کرنے والا اور عملاً اس کو روئے زمین پر قائم کرنے والا بنائے، آمین۔

(وہ کتب جن سے استفادہ کیا گیا)

حجۃ اللہ البالغۃ	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ
مظاہر حق	علامہ محمد قطب الدین خان دہلوی رحمہ اللہ
اصلاح انقلاب امت	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
اغلاط العوام	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
اشرف العملیات	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
الکلام الحسن	حضرت مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ
مجالس مفتی اعظم	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ
دور حاضر کے فتنے اور ان کا علاج	حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ
خطبات الرشید	حضرت مولانا مفتی رشید احمد رحمہ اللہ
تحفۃ المسلمین	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی رحمہ اللہ
رحمۃ اللہ الواسعۃ	حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری صاحب مدظلہ
اصلاحی خطبات	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ